

<p>حدیث ابو عمیر کا تعارفی مطالعہ تعلیمات محدثین کی روشنی میں</p> <p><b>An Introductory Study of the Hadith of Abu Umayr in the Light of the Teachings of the Hadith Scholars</b></p>	
<b>1. Muhammad Sajid Saleem</b>	<b>2. Dr. Hafiz Ahmed Saeed Rana</b>
PhD Scholar, Government College University, Faisalabad	P.hD. Arabic, BZU Multan, Punjab
<b>Email:</b> <a href="mailto:msajidsaleem91@gmail.com">msajidsaleem91@gmail.com</a>	<b>Email:</b> <a href="mailto:hafizahmadsaeed90@gmail.com">hafizahmadsaeed90@gmail.com</a>
<b>To cite this article:</b> 1. Muhammad Sajid Saleem, Dr. Hafiz Ahmed Saeed Rana . Jan – June ( 2024) Urdu حدیث ابو عمیر کا تعارفی مطالعہ تعلیمات محدثین کی روشنی میں <i>Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research</i> , 1(2),191-209 Retrieved from <a href="https://brjrs.com/index.php/brjrs/article/view/14">https://brjrs.com/index.php/brjrs/article/view/14</a>	
	

حدیث ابو عمیر کا تعارفی مطالعہ تعلیمات محدثین کی روشنی میں

**An Introductory Study of the Hadith of Abu Umayr in the Light  
of the Teachings of the Hadith Scholars**

**Abstract**

This study entitled with "An In-depth Analysis of the Advantages and Challenges Arising from the Hadith of Abu Umair," thoroughly examines the many ramifications of this particular hadith in the context of Islamic law and educational systems. The research, written by Imām Aḥmad Ibn al-Qayṣ Ṭabarī, examines the importance of the Hadith of Abū Umayr. This Hadith, recounted by Anas ibn Mālik, describes a caring encounter between the Prophet Muḥammad (PBUH) and a little child named Abū Umayr. The examination clarifies the wide-ranging interpretations and advantages obtained from the hadith, highlighting its crucial role in explaining Quranic concepts. The research emphasises the significance of the hadith in Islamic education by demonstrating its provision of comprehensive instruction on essential Islamic behaviours, including prayer and fasting. Moreover, the research examines the socio-cultural and legal consequences of the hadith, including the acceptability of using smaller versions of names, the moral implications of humour and engagement with youngsters, and the guidelines for Muslim behaviour in private and public settings. This research provides a comprehensive knowledge of the applicability of the hadith in several areas of everyday life by incorporating ideas from other important hadiths and academic commentary. This thorough analytical method not only enriches the scholarly discussion on hadith literature but also offers vital practical insights for present-day Muslim communities, improving their comprehension and implementation of prophetic traditions.

**Keywords:** Hadith of Abū Umayr; Islamic Jurisprudence; Prophetic Traditions; Quranic Interpretation; Socio-cultural Implications

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کیلئے جو کتب نازل فرمائیں ان میں سب سے آخری کتاب سب سے آخری نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائی۔ قرآن کریم کے متعلق فرمایا: *بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ*<sup>1</sup> ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ صاحب قرآن کے متعلق فرمایا: *لِيُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ* کہ تم لوگوں سے بیان کرو جو ان کی طرف اترا۔“ نبی کریم ﷺ قرآن کریم کے شارح ہیں اور آپ ﷺ کی سیرت قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ قرآن کے احکام و مسائل کی

<sup>1</sup> القرآن 44 : 16

Al-Qur'ān 16: 44

<sup>2</sup> القرآن 89 : 16

Al-Qur'ān 16: 89

تفصیلات احادیث نبویہ سے معلوم ہوتی ہیں اور قرآن کی مکمل تفہیم احادیث کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے علمائے محدثین نے حدیث کو قرآن کے بعد اشرف العلوم قرار دیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تدریب الراوی" میں فرمایا کہ علم حدیث کو اشرف العلوم سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس کا تعلق براہ راست رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ سے ہے۔ اس علم میں حضور ﷺ کے اقوال و افعال کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور دیگر علوم شریعہ کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ علم فقہ اور علم تفسیر دونوں میں حدیث کی اہمیت واضح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کے بغیر قرآن کی مراد کو سمجھنا ممکن نہیں۔ لہذا، علم حدیث کو افضل العلوم قرار دیا گیا ہے۔<sup>3</sup>

جس طرح الفاظ قرآنیہ کی تفسیر، توضیح، تشریح و تفہیم کیلئے علمائے مفسرین و محققین نے مختلف جہات و اسالیب کے اعتبار سے کتب تصنیف فرمائیں مثلاً تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث، تفسیر القرآن باقوال الصحابہ، یوں ہی لغوی، جزوی، کلامی، احکامی، موضوعاتی اور صوفیانہ اعتبار سے بھی مستقل کتب تفسیر تصنیف فرمائی ہیں۔ اسی طرح علمائے محدثین اور علوم حدیث سے شغف رکھنے والے محققین نے بھی احادیث نبویہ کی توضیح و تشریح کیلئے مختلف جہات یعنی متن و سند و رجال الحدیث اور موضوعاتی اعتبار سے شروحات حدیث پر باقاعدہ مستقل کتب تصنیف کیں۔ بعض علماء نے اپنے علمی ذوق اور بعض مخصوص احادیث کی فضیلت، جامعیت و معنویت کی بناء پر کتب احادیث میں سے ان منتخب احادیث کو جمع کر کے شرح و بسط اور ان سے ماخوذ و مستنبط مسائل و فوائد کے ساتھ مجموعہ کی صورت میں مرتب کیا۔ جیسے امام بیہقی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ کی "ریاض الصالحین" اور "الاربعین النوویۃ" وغیرہ۔ بعض علماء نے کتب احادیث میں سے ایک منتخب حدیث کی شرح اور اس سے ماخوذ تمام علمی و فقہی مسائل و فوائد کو جمع کر کے مستقل کتب تصنیف کیں۔ مثلاً علماء اور خواص و عام میں مشہور ہونے والی احادیث میں "حدیث جبریل" کی شرح میں میری معلومات کے مطابق بارہ سے زائد کتب لکھی گئیں۔ حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی شرح پر مستقل کتب موجود ہیں۔ ایک حدیث کو اس کی شرح اور اس سے اخذ ہونے والے مسائل و فوائد و حکمتوں کو بیان کرنے کے اس رجحان و اسلوب کے تحت مزید درج ذیل کتب تصنیف کی گئیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
۱	جزء فیہ فوائد حدیث ابی عمیر	امام ابو العباس احمد ابن القاسم طبری، متوفی ۳۳۵ھ
۲	جزء فیہ شرح حدیث حب الی من دنیا کم	ابو بکر محمد بن حسین انصاری اصبہانی متوفی ۴۰۶ھ
۳	شرح حدیث المقتنی فی مبعث نبی المصطفیٰ	امام شہاب الدین ابو شامہ مقدسی متوفی ۶۶۵ھ
۴	شرح حدیث انما الاعمال بالنیات	محمی الدین بیہقی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۵	شرح حدیث لبیک اللهم لبیک	امام ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ
۶	شرح حدیث ما ذنبان جانعان	امام ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ
۷	شرح حدیث مثل الاسلام	امام ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ
۸	شرح حدیث تمثیل المؤمن بخامۃ الذرع	امام ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ
۹	شرح حدیث ابی الدرداء	امام ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ

<sup>3</sup> سیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، مقدمہ سیوطی، ج 1، ص 25

امام ابن رجب حنبلي متوفى ٧٩٥هـ	شرح حديث اللهم بعلمك الغيب	١٠
امام ابن رجب حنبلي متوفى ٧٩٥هـ	شرح حديث اختصام الملاء الاعلى	١١
امام ابن رجب حنبلي متوفى ٧٩٥هـ	شرح حديث ان الله طيب لا يقبل الا طيبا	١٢
امام ابن رجب حنبلي متوفى ٧٩٥هـ	شرح حديث الحلال بين والحرام بين	١٣
ابو عبد الله محمد بن يونس الصفوى متوفى ٨٩٥هـ	شرح حديث التسبيح	١٤
ابو عبد الله محمد بن يونس الصفوى متوفى ٨٩٥هـ	شرح حديث التهليل	١٥
جمال الدين محمد بن ابى بكر شافعى متوفى ٩٩١هـ	شرح حديث ام زرع	١٦
ابراهيم بن حسن بن شهاب الدين شافعى متوفى ١١٠١هـ	شرح حديث انما الاعمال بالنيات	١٧
شاه ولي الله دهلوى متوفى ١١٤٣هـ	سعادة الدارين فى شرح حديث الثقلين	١٨
عبد العزيز بن مرزوق الطريفى	شرح حديث جبريل فى الاسلام والايمان	١٩
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبد اللہ	شرح حديث جبريل	٢٠
عبد اللہ بن صالح الفوزان	شرح حديث جابر بن صفية حجة النبى ﷺ	٢١
شیخ محمد بن غالب العمرى	شرح حديث جبريل فى بيان مراتب الدين	٢٢
ربيع بن هادى عمير المدغلى	شرح حديث جبريل فى تعليم الدين	٢٣
ايمان خليل	شرح حديث جبريل عن اركان الايمان	٢٤
محمد بن صالح العثيمين	شرح حديث جبريل	٢٥
عبد المحسن حمد العباد	شرح حديث جبريل فى تعليم الدين	٢٦
حبیب زین بن ابراهيم سميط	شرح حديث جبريل	٢٧
محمد بن رياض احمد الاثرى	الاكليل فى شرح حديث جبريل	٢٨
يحيى بن عبد الله البكرى	التفخيم الالهى فى شرح حديث المسلسل بالا لولية	٢٩
حميدان زياد محمد	تمام المنة شرح حديث ام السنة	٣٠
شیخ حسين بن محمود الصادق	خير الكلام فى حديث يحيى عليه السلام	٣١
شیخ حسين بن محمود الصادق	شرح حديث اتانى الية اتيان	٣٢
ڈاکٹر صالح بن فوزان	شرح حديث انا كنا فى جالبية	٣٣
ڈاکٹر صالح بن فوزان	شرح وصية النبى فى حديث عراب بن سارية	٣٤
ابراهيم عبد الله السلقينى	شرح حديث لا تزال طائفة من امتى	٣٥
عبد العزيز بن مرزوق الطريفى	صفحة وضوء النبى شرح حديث عثمان	٣٦
ڈاکٹر محمد يسرى الابراهيم	صلاح البرية شرح حديث النذية	٣٧
عبد الرحمن يوسف الفرحان	فراش النار شرح حديث مثلى ومثلكم ---	٣٨

شرح حدیث حدیثہ	۳۹	شیخ ابراہیم بن عبداللہ
حدیث البراء بن عازب	۴۰	شیخ ابراہیم بن عبداللہ الزرعی
شرح حدیث من ادرکہ رمضان	۴۱	محمد بزر عبداللہ الامام
شرح حدیث علیکم بالجماعۃ	۴۲	عبدالرحمن بن سلمی العمادی
المشکاۃ شرح حدیث اتق اللہ	۴۳	محمد یسریٰ ابراہیم
شرح حدیث الحقیقۃ	۴۴	شیخ احمد الحسانی
فوائد من شرح حدیث جابر بن صفیۃ جتہ النبی	۴۵	حلال بن عبدالمجید الزہرانی
شرح حدیث سید الاستغفار	۴۶	عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر
شرح حدیث الاسراء والمعراج	۴۷	محمد متولی الشعر اوی
حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنام اعرابی کے سوالات اور المدینہ العلمیہ کراچی	۴۸	
عربی آقا کے جوابات		

### ”حدیث ابو عمیر“ کا تعارف

حدیث ابو عمیر کتب صحاح ستہ سمیت کئی کتب احادیث میں مختلف الفاظ و کلمات کے ساتھ مذکور ہے۔ اس حدیث کے راوی خادم دربار رسالت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث میں چونکہ نبی کریم ﷺ نے ایک چھوٹے بیٹم بچے کو اس کی کنیت سے ازراہ شفقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ”يَا أَبَاعُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النَّعِيرُ“ (اے ابو عمیر! چڑیا کا کیا ہوا؟) اس لئے محدثین نے اسے ”باب المزاح“ اور چھوٹے بچے کیلئے کنیت رکھنے کے باب میں ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے الادب المفرد اور صحیح بخاری کی ”کتاب الادب“ میں دو مقامات پر اس روایت کو ذکر کیا۔<sup>4</sup> اسی طرح یہ حدیث صحیح مسلم، سنن ترمذی و شمائل ترمذی، سنن ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد بن حنبل، سنن کبریٰ للنسائی، معجم اوسط للطبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ اور مرقاۃ المفاتیح لملا علی قاری میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔<sup>5</sup>

”حدیث ابو عمیر“ کی شرح میں علامہ عینی نے عمدۃ القاری، امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری اور امام بغوی رحمہ اللہ علیہ نے ”شرح السنۃ“ میں اس سے چند فقہی و دیگر مسائل و فوائد کا استنباط کر کے علامہ ابن القاص طبری کے اسی رسالہ کا ذکر کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمہ اللہ علیہ نے علوم مصطفیٰ ﷺ پر اپنی علمی و تحقیقی کتاب ”انباء الحی ان کلامہ المصنون تبیان لکل شیء“ (جس کا اردو ترجمہ مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری نے بنام ”قرآن ہر شے کا بیان“ سے کیا۔) میں ”حدیث ابو عمیر“ کو بطور استشہاد کے ذکر فرمایا۔ اعلیٰ حضرت مذکورہ کتاب میں ”قرآن عظیم کے ظاہری علوم کی کثرت“ کے تحت لکھتے ہیں: قرآن کے علوم ظاہری و باطنی کے درمیان اور بھی بہت سارے علوم موجود ہیں جو ان دونوں علموں کے علاوہ ہیں۔ علامہ باجوری نے شرح بردہ شریف میں اس مصرع لہا معان کھوج البخر فی مدد کے تحت فرمایا: ”آیات قرآنیہ

<sup>4</sup> بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، باب الکذیبۃ للصبی، بیروت: دار البیضاء الاسلامیہ، 1409ھ، حدیث نمبر: 847، ص 295

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Adab al-Mufrad*. Bāb al-Kunyah lil-P.abī, Raqm al-Bayrūt: Dār al-Bashā'ir al-Islāmiyyah, 1409H. Ḥadīth: 847, P. 295

<sup>5</sup> مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استنباط تحذیک المولود عند ولادته، حدیث نمبر 2150، ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی و شمائل ترمذی، باب ماجاء فی المزاح، حدیث نمبر 1989

Muslim ibn al-Ḥajjāj. *P.aḥīḥ Muslim*. Kitāb al-Ādāb, Bāb Istihbāb Taḥnīk al-Mawlūd 'ind Wilādatih, Raqm al-Ḥadīth 2150. Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn 'Isā. *Sunan al-Tirmidhī wa Shamā'il al-Tirmidhī*. Bāb Mā Jā'a fī al-Mizāḥ, Raqm al-Ḥadīth 1989.

کے معانی ایسے ہی بکثرت ہیں جس طرح سمندر کی موجیں، “(اِنِّی لَتَلْکَ لَایَاتِ مَعَانَ کَثِیْرَةً لَا نْخَیْطُ لَهَا، یعنی ان آیات کے معانی اس قدر ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔)

علامہ ہاجوری نے اس سے بعض کے قول کی طرف اشارہ کیا کہ قرآن کریم کے وہ علوم جو ظاہری معنی پر محمول ہیں ان میں سب سے کم تعداد کا قول یہ ہے کہ ان علوم کا مجموعہ قرآن کے اندر چوبیس ہزار آٹھ سو ہے۔<sup>6</sup> کیا اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ ان ظاہری معنی کے استخراج پر ہر عالم کامیاب ہو جائے گا جب ایک عالم ان علوم کا استقصاء (احاطہ) نہیں کر سکتا ہے تو عام مومن اور اہل زبان انہیں کیسے نکال سکیں گے؟ اور اگر ان علوم کے غور و فکر میں عالم کامل کی عمر ختم ہو جائے پھر بھی وہ ان کے مطلع تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب غور و فکر سے یہ علوم حاصل نہیں ہو سکتے تو تامل سے مستغنی ہو کر ان کا ادراک کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے: “یا ابا عمیر ما فعلت لنعیر، اے ابو عمیر! چڑیا کے بچے کا کیا ہوا؟

امام جلال الدین سیوطی حاشیہ شرح بخاری میں اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: ابن القاص نے اس حدیث کی شرح میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے اس مختصر سی حدیث سے ساٹھ سے زیادہ فوائد کا استخراج کیا ہے۔<sup>7</sup> میں تم سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ یہ حدیث اصول دین کے بارے میں نہیں ہے اور نہ ہی اسے اظہار حکم کے لئے بیان کیا گیا ہے اس کے باوجود علماء ظاہر کے ایک شخص کو ساٹھ سے زیادہ فوائد کے سمجھنے کی توفیق دی گئی۔ پھر آگے کچھ صفحات بعد ”حدیث ابو عمیر کے فوائد“ پر مکمل بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ”توشیح سے مذکور ہوا کہ ابو العباس نے ابو عمیر کی حدیث میں ساٹھ سے زائد فوائد بیان کئے۔

ابو عمیر کی حدیث یہ ہے۔ ”یا ابا عمیر ما فعلت النعیر“ اے ابو عمیر چڑیا کے بچے کو کیا ہوا۔ اس سلسلے میں ہم نے فتح الباری کی طرف رجوع کیا تو اس میں لکھا ہوا دیکھا کہ بعض لوگوں نے محدثین پر عیب لگایا ہے کہ وہ ایسی چیز کی روایت کرتے ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں اور اس کی مثال میں ایک حدیث ابو عمیر کو پیش کیا۔

صاحب فتح الباری نے فرمایا کہ جس حیلہ و تدبیر سے بھی ہو یہ معلوم ہوا کہ اس حدیث میں فقہ اور فنون ادب کے وجوہ اور ساٹھ طرح کے فوائد ہیں، پھر انہوں نے ان فوائد کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور سیدی حافظ ابن حجر نے صاحب توشیح کے کلام سے ان فوائد کی تلخیص کی تو اسی حدیث سے اکاون فائدے اخذ کئے اور طریق حدیث تلاش و جستجو کے فوائد میں باضابطہ ایک فصل مقرر کی جس میں پانچ فائدے ذکر کئے تو کل فوائد چھپن ہو گئے۔<sup>8</sup> فقیہ طبری نے ساٹھ فائدے مراد لیے تھے، لیکن حافظ ابن حجر نے ان کے بعض کلام کو ساقط کر دیا۔ پھر حافظ ابن حجر نے ابن ابی بطلان وغیرہ کی روایت سے بارہ فائدے زائد کیے، جس سے کل فوائد اڑسٹھ ہو گئے۔ اکثر فوائد حدیث میں مذکور قصہ سے نکالے گئے ہیں، جہاں حضور اقدس ﷺ نے اُمّ سلیم کی زیارت کی اور ان کے گھر میں جماعت سے نماز پڑھی۔

یہ فوائد مخفی نہیں ہیں اور نہ ان کا انکار کیا جاسکتا ہے۔ محدثین پر عیب لگانے والوں کا مقصود صرف محدثین کی روایت ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے فرمان ”یا ابا عمیر ما فعلت النعیر“ (اے ابو عمیر چڑیا کے بچے کو کیا ہوا؟) کو صرف تفریح اور مزاح سمجھا، جبکہ حقیقت میں حضور ﷺ کے اقوال و افعال میں کثیر فوائد اور اہم حکمتیں موجود ہوتی ہیں۔ اس لیے ان فوائد کا اہتمام کرنا مناسب ہے جو اس حدیث کے الفاظ میں مخفی و پنهان ہیں۔

<sup>6</sup> بویری، شرف الدین، البردة، شرح شیخ ابراہیم ہاجوری، قاہرہ: مکتبۃ الصفاء، مصر، ص 56

Al-Būs.īrī, Sharaf al-Dīn. Qap.īdat al-Burdah. Sharḥ Shaykh Ibrāhīm Bājūrī, P. 56. Al-Qāhīrah: Maktabat al-Safa, Misr, P 56

<sup>7</sup> سیوطی، جلال الدین، التوشیح شرح الجامع الصحیح، ریاض: مکتبۃ المرشد، 1419ھ، تحت الحدیث 6203، ص 3724

Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. Al-Tawshīḥ Sharḥ al-Jāmi‘ al-P. aḥīḥ. Al-Riyāḍ: Maktabat al-Rushd, 1419H. Taḥt al-Ḥadīth 6203, P 3724

<sup>8</sup> ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، کتاب الادب، قولہ باب الکنیۃ، بیروت: دار المعرفۃ، 1421ھ، الحدیث 6202، ج 10، ص 583  
Ibn Ḥajar al-‘Asqalānī, Aḥmad ibn ‘Alī. Faṭḥ al-Bārī Sharḥ P. aḥīḥ al-Bukhārī. Kitāb al-Adab, Qawluhu Bāb al-Kunyah. Bayrūt: Dār al-Ma‘rifah, 1421H. al-Ḥadīth 6202, Vol. 10, Pg 583

امام ترمذی نے شمال میں اور امام نووی نے شرح مسلم میں درست کہا ہے کیونکہ ان دونوں محدثین نے صرف ان فوائد کو جمع کیا جو حدیث کے صرف اس جملے (بَا اَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ التَّغْيِيرُ) ہی سے نکلے ہیں۔ پھر میں نے اس کی تلخیص کی جو ابن قاص نے ذکر کیا ہے تو میں نے اس میں اٹھارہ فوائد پائے جو حدیث کے اسی جملے سے متعلق ہیں اور حافظ ابن حجر نے آٹھ فوائد کا اضافہ کیا مگر میرے نزدیک دو فوائد مکمل نہیں ہیں۔ اور امام نووی نے میرے لئے چار کا اور اضافہ فرمایا، میں نے ایک کا اور استفادہ کیا اس سے جو امام ابن حجر کی شرح شمال میں موجود ہے۔ اور رب ذوالجلال نے اس فقیر بندہ کے دل پر گیارہ فوائد کا فیضان فرمایا لہذا یہ چالیس فوائد مکمل ہو گئے اور مجھے ان سے زیادہ فوائد بھی امید ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس وقت میرا ارادہ یہ ہے کہ اس سلسلے سے فارغ ہونے کے بعد ایک رسالہ لکھوں گا جس کا نام ”منبت الخیر فی حدیث یا ابا عمیر“ (۱۳۲۳ھ) رکھوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ تاکہ اس کا جزء اول اس کی تاریخ تصنیف پر دلالت کرے۔ اللہ تعالیٰ سے ہی ہر عظیم و کثیر خیر کی توفیق ہے۔<sup>9</sup>

### مؤلف کے حالات زندگی

نام ابو العباس احمد بن ابو احمد ہے۔ ابن القاص کے لقب سے مشہور ہیں۔ طبرستان میں سکونت کی وجہ سے طبری کہلاتے ہیں۔ شافعی فقیہ ہیں۔ طبرستان میں اپنے وقت کے بہت بڑے امام تھے۔ ابن سرتج سے فقہ کی تعلیم پائی۔ کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کی تصانیف میں تہذیب الآثار، السمت الشمین، التلخیص، ادب القاضی، المفتاح وغیرہ شامل ہیں۔ تلخیص کی شرح ابو عبد اللہ الحنبلی اور شیخ ابو علی السنجی نے کی ہے۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے جس کا ذکر امام ابن اثیر جزیری نے النہایۃ میں اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہم نے بھی کیا ہے۔

علامہ ابن القاص طبری کی اکثر تصانیف قلیل الحجم مگر کثیر الفوائد ہوتی ہیں۔ بڑے اچھے واعظ بھی تھے۔ ان کی مجلس وعظ نہایت رقت انگیز ہوتی۔ مقام طرسوس میں منصب قضاء پر بھی فائز رہے۔ منقول ہے کہ ایک بار مقام طرسوس میں دوران وعظ آپ پر خوف و خشیت کے ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بے ہوش کر زمین پر گر پڑے۔ 335ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ ایک قول کے مطابق ۳۳۶ھ میں وفات پائی۔ علامہ ابن القاص طبری کے والد قاص کے لقب سے معروف تھے کیونکہ وہ اخبار و آثار کو بیان کیا کرتے تھے۔

### حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

نام و نسب و خاندان و قبیلہ: ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اصل نام روایات میں مختلف بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ سہل، رمیلہ، رمیصاء، یا غمیصاء۔ بہر حال وہ اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ بخاری شریف میں یہ کنیت ام انس بھی بیان ہوئی ہے۔ البتہ والد کی طرف سے انکا شجرہ کچھ یوں ہے: ام سلیم بنت لمحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج۔ اور والدہ کی طرف سے شجرہ اس طرح ہے: ام سلیم بنت ملکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناتہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار۔

انکا تعلق بنو نجار سے تھا جو کہ مدینہ منورہ کے مشہور و معروف قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے۔ یہ قبیلہ حضور ﷺ کو بہت محبوب تھا۔ جیسا کہ روایات میں حضور ﷺ نے انصار کے گھرانوں میں بنو نجار کو بہترین قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ کے دادا کی والدہ بھی اسی قبیلے سے تھیں۔

<sup>9</sup> انباء اللہ ان کلامہ المصون تبیان لکل شیئ اردو ترجمہ بنام: قرآن ہر شے کا بیان، لاہور: مکتبہ اعلیٰ حضرت، 2022ء، ص 113-115

حضرت اُمّ سلیم کا تعلق مدینہ کے مشہور قبیلہ خزرج کی شاخ بنو نجار سے تھا، جو حضور ﷺ کا محبوب قبیلہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ انصار کے گھرانوں میں بنو نجار بہترین ہے۔ اسی قبیلے سے رسول اللہ ﷺ کے دادا کی والدہ کا تعلق بھی تھا۔ مشہور صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ اور یہی وہ قبیلہ ہے کہ جن کی نعشی بچیوں نے دف بجا کر کچھ یوں حضور کی مدح سرائی کرتے ہوئے استقبال کیا۔<sup>10</sup>

نحنُ جوارٍ من بني النجار يا حَبْنَا مُحَمَّدٌ من جَارٍ<sup>11</sup>

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں، ہمارے ہمسائے محمد ﷺ کیا ہی اچھے ہمسائے ہیں۔

اسی شعر کی ترجمانی ”شاہنامہ اسلام“ میں حفیظ جالندھری نے یوں کی ہے:

کہیں معصوم نعشی بچیاں تھیں، دف بجاتیں تھیں رسول پاک کی جانب اشارہ کر کے گاتیں تھیں

کہ ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی خوشی ہے آمنہ کے لعل کے تشریف لانے کی

کئی اور اجلاء اصحاب رسول ﷺ کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے تھا جیسا کہ، حضرت حسان بن ثابت، ابی بن کعب، ابو ایوب خالد بن زید انصاری، معاذ اور معوذ، سہل اور سہیل رضی اللہ عنہم۔

حضرت اُمّ سلیم کا نکاح اسلام قبول کرنے سے پہلے بنو نجار کے مالک بن نضر سے ہوا، جن سے دو بیٹے براء اور انس پیدا ہوئے، جو صحابیت کا شرف رکھتے تھے۔ مالک بن نضر کی وفات کے بعد، حضرت ابو طلحہ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت اُمّ سلیم نے اسلام قبول کرنے کی شرط رکھی، جسے ابو طلحہ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد قبول کیا اور کلمہ پڑھا۔ حضرت اُمّ سلیم اور حضرت ابو طلحہ کا نکاح اسلامی بنیادوں پر ہوا۔ حضرت اُمّ سلیم علم و حکمت، شجاعت، سخاوت، صبر، اور محبت و اتباع رسول جیسی صفات سے متصف تھیں۔ آپ سے 14 احادیث مروی ہیں، جن میں سے ایک متفق علیہ، ایک بخاری میں، اور دو مسلم میں ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ کا انتقال ہوا۔<sup>12</sup>

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا علم و حکمت، شجاعت، سخاوت، ایثار، صبر، اور محبت و اتباع رسول جیسی صفات سے متصف تھیں۔ آپ سے 14 احادیث مروی ہیں، جن میں سے ایک متفق علیہ، ایک بخاری میں، اور دو مسلم میں شامل ہیں۔ آپ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔

### حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام زید بن سہل بن اسود تھا۔ لیکن آپ بھی کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ والد کی طرف سے آپ کا نسب یہ ہے: زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار۔

آپ بہترین تیر انداز تھے اور بیعت عقبہ میں ستر انصاری صحابہ کے ساتھ رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔<sup>13</sup>

<sup>10</sup> ابن سعد، محمد، طبقات ابن سعد، ومن نساء بنی عدی بن النجار، ام سلیم بنت لھان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان، ج 8

ص 312

Ibn Sa'd, Muhammad. Ṭabaqāt Ibn Sa'd. wa min Nisā' Banī 'Adī ibn al-Najjār, Umm Sulaym bint Milhān, Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Lubnān. Vol.8 Pg 312

<sup>11</sup> ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب الغناء والدف، دار الرسالۃ العالمیہ، 1430ھ،، حدیث نمبر 1899، ج 3، ص 92

Ibn Mājah, Muhammad ibn Yazīd. Sunan Ibn Mājah. Abwāb al-Nikāḥ, Bāb al-Ghinā' wa al-Daff. Dār al-Risālah al-'Ālamiyyah, 1430H. , Raqm al-Ḥadīth 1899, Vol. 3, Pg 92

<sup>12</sup> ابن سعد، محمد، طبقات ابن سعد، ومن نساء بنی عدی بن النجار، ام سلیم بنت لھان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان، ج 8، ص 314

Ibn Sa'd, Muhammad. Ṭabaqāt Ibn Sa'd. wa min Nisā' Banī 'Adī ibn al-Najjār, Umm Sulaym bint Milhān, Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Lubnān. Vol. 8 Pg 314

<sup>13</sup> الاکمال، باب الاول، حرف الطاء، فصل فی الصحابہ، ابو طلحہ، ص 55

حضرت اُمّ سلیم سے نکاح کے وقت آپ نے اسلام قبول کیا، جسے حضرت اُمّ سلیم نے اپنا حق مہر قرار دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی والدہ حضرت اُمّ سلیم کو نکاح کا پیغام دیا، تو حضرت اُمّ سلیم نے کہا کہ تمہارے جیسے شخص کو رد کرنے کا کوئی جواز نہیں، لیکن چونکہ تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں، اس لیے میرے لیے تمہارے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں۔ اگر تم اسلام قبول کر لو تو تمہارا مسلمان ہونا ہی میرا حق مہر ہو گا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اور ان کا مسلمان ہونا ہی حق مہر ٹھہرا۔<sup>14</sup> مدینہ منورہ کی ہجرت کے بعد، رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت ابو طلحہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ غزوہ احد میں حضرت ابو طلحہ نے رسول کریم ﷺ کا دفاع کیا۔ اس موقع پر وہ کہتے تھے: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی گردن کے آگے میری گردن اور آپ کی ذات مبارکہ کے آگے میرا جسم ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو طلحہ کی آواز لشکر میں سولوگوں سے بہتر اور بھاری ہے۔" آپ کی اولاد میں دو بیٹے ابو عمیر اور عبد اللہ شامل ہیں، جو دونوں صحابیت کا شرف رکھتے تھے۔<sup>15</sup>

### حضرت ابو عمیر رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

آپ کا نام کبشہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ جب اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو ان پر نہایت شفقت فرماتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔ ان سے خوش طبعی فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: یا ابی عمیر! اے ابو عمیر! تمہاری چیز یا کیا ہو؟ ابو عمیر کا انتقال کم عمری میں ہی ہو گیا تھا۔<sup>16</sup>

### حضرت ابو عمیر کا انتقال اور صبر و رضا کا انوکھا انداز

حضرت ابو عمیر رضی اللہ عنہ کے بچپن میں انتقال کر جانے اور اس پر حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے عظیم صبر و رضا کا انوکھا واقعہ صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک چھوٹا بچہ بیمار تھا۔ آپ کسی کام سے گھر سے باہر تھے کہ بچے کا انتقال ہو گیا، واپس آکر بچے کا حال پوچھا تو بچے کی ماں حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ کا بچہ پہلے سے زیادہ پُر سکون حالت میں ہے، پھر ان کے سامنے کھانا رکھا، انہوں نے کھایا اور پھر بیوی سے ہمستر ہوئے اس کے بعد اُمّ سلیم نے کہا: بچے کو دفن کرو۔ پھر صبح کے وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے رات کو ہمستری کی؟ عرض کی: جی ہاں! آپ ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ! ان دونوں کو برکت دے۔ چنانچہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھی دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا: اس کے ساتھ کچھ ہے؟ عرض کی: چند کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے

Al-Ikmāl. Bāb al-Awwal, Ḥarf al-Ṭā', Fap.1 fī al-P.ahābah, Abū Ṭalḥah, P. 55.

<sup>14</sup> ابن سعد، محمد، طبقات ابن سعد، ومن نساء بنی عدی بن النخار، ام سلیم بنت لحنان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان، ج: 8، ص 314

Ibn Sa'd, Muḥammad. Ṭabaqāt Ibn Sa'd. wa min Nisā' Banī 'Adī ibn al-Najjār, Umm Sulaym bint Milḥān. Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Lubnān. Vol. 8 Pg 314

<sup>15</sup> الاکمال، باب الاول، حرف الطاء، فصل فی الصحابہ، ابو طلحہ، ص 55

Al-Ikmāl. Bāb al-Awwal, Ḥarf al-Ṭā', Fap.1 fī al-P.ahābah, Abū Ṭalḥah, P 55

<sup>16</sup> الاکمال، باب الاول، حرف الطاء، فصل فی الصحابہ، ابو طلحہ، ص 55، مرآۃ المناجیح، 6/494

Al-Ikmāl. Bāb al-Awwal, Ḥarf al-Ṭā', Fap.1 fī al-P.ahābah, Abū Ṭalḥah, Mir'āt al-Manājīh, 6/494, P 55

کھجوریں چبا کر بچے کے منہ میں رکھ دیں اور یوں اس کی تختیک فرمائی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ بخاری کی روایت میں ہے: ابن عمیر نے فرماتے ہیں: ایک انصاری نے بتایا کہ میں نے عبد اللہ کی اولاد سے نو لڑکوں کو دیکھا سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔<sup>17</sup>

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ علیہ نے درج ذیل فوائد اخذ کئے ہیں:

- (۱) مصیبت کے وقت غم کا اظہار نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے صبر کیا اور اپنے نفس پر غالب رہیں۔
- (۲) اس حدیث میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے عظیم صبر اور ان کے راضی بقضاء (تقدیر پر راضی) کرنے کی تعریف ہے۔
- (۳) ضرورت کے وقت توریہ (یعنی لفظ کے ظاہری معنی چھوڑ کر دوسرا معنی مراد لینا) کرنا جائز ہے اور توریہ کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کا حق زائل نہ ہو۔

(۴) عورت کا اپنے شوہر کی خواہش کے لئے بننا سنور ناجائز ہے۔

(۵) جو اپنی محبوب چیز چلی جانے پر رضائے الٰہی کیلئے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پہلے سے بہتر شے عطا فرماتا ہے جیسا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا (ابو عمیر) فوت ہوا تو ان کی اولاد میں نوبٹے ہوئے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

(۶) جو رخصت کو چھوڑنے پر قادر ہو اسے چاہیے کہ وہ عزیمت پر عمل کرے کیونکہ اس سے بندہ بلند درجات اور اجر عظیم پاتا ہے۔

(۷) رسول کریم ﷺ کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں مقبول و مستجاب ہیں۔<sup>18</sup>

### حضرت عبد اللہ بن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

حضرت ابو طلحہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ غزوہ حنین کے بعد پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ ان کی خود تختیک فرمائی۔ ایک قول کے مطابق 84ھ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔<sup>19</sup> ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بڑے علماء و صلحاء پیدا فرمائے۔

### ترجمہ فوائد حدیث ابی عمیر

مولف رسالہ ”فوائد حدیث ابی عمیر“ علامہ ابن القاص طبری رحمہ اللہ علیہ نے حدیث ابو عمیر سے فوائد اخذ کرنے سے قبل اس حدیث کے متن کو درج ذیل پانچ مختلف طرق و اسناد سے ذکر کیا ہے۔ سب جگہ راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں:

(1) أَخْبَرَنَا أَبُو خَلِيفَةَ بْنُ الْخُتَابِ الْجَمْعِيُّ، نَأَى أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلَبِيُّ السَّيِّ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي النَّجَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِي لَهُ صَغِيرٍ: يَا أَبَا عَمِيرٍ، مَا فَعَلَ التَّغْيِيرُ.<sup>20</sup>

<sup>17</sup> بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العقیہ، باب تسمیہ المولود غدا یولد... الخ، حدیث نمبر: 5470، ج 3

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *P. aḥīḥ al-Bukhārī*. Kitāb al-'Aqīqah, Bāb Tasmīyat al-Mawlūd Ghadāt Yūlad... al-Kh, Raqm al-Ḥadīth: 5470, Vol. 3, Pg 547

<sup>18</sup> عینی، بدر الدین، عمدۃ القاری، بخاری، تحت الحدیث: 1301، لمخصا، بیروت: دار المعرفۃ، لبنان، ج 6، ص 136

Al-'Aynī, Badr al-Dīn. *Umdat al-Qārī*. Bukhārī, Mulakhkhap.an. Bayrūt: Dār al-Ma'rifaḥ, Lubnān. Taḥt al-Ḥadīth: 1301, Vol. 6, Pg 136

<sup>19</sup> ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الاصابۃ، القسم الثانی من حرف العین، عبد اللہ بن ابی طلحہ... الخ، لمخصا، ج 5، ص 12

Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, Aḥmad ibn 'Alī. *Al-Ḥab*. al-Qism al-Thānī min Ḥarf al-'Ayn, 'Abd Allāh ibn Abī Ṭalḥah... al-Kh, Mulakhkhap.an. Vol. 5, Pg 12

<sup>20</sup> بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس، مصر: دار طوق النجا، 1422ھ، 8، حدیث نمبر 6129، ج 8

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *P. aḥīḥ al-Bukhārī*. Kitāb al-Adab, Bāb al-Inbisāṭ ilā al-Nās. Mip.r: Dār Ṭawq al-Najāḥ, 1422H, , Raqm al-Ḥadīth 6129, Vol. 8, Pg 30

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے چھوٹے بھائی کو یہ فرمایا: ”اے ابو عمیر! وہ نغیر<sup>21</sup> کا کیا ہوا؟۔  
(2) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، وَأَبُو يَعْلَى أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُؤَصِّلِيُّ قَالَا: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ حَبَلَةَ النَّضْرِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغُشَانَا وَيُخَالِطُنَا، فَكَانَ مَعَنَا صَبِيٌّ يُقَالُ لَهُ أَبُو عَمِيرٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَمِيرٍ، مَا فَعَلَ النَّغِيرُ؟<sup>22</sup>

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اکثر تشریف لاتے اور ہم میں گھل مل جاتے۔ ہمارے ہاں ایک چھوٹا بچہ تھا جسے ابو عمیر کہا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: ”اے ابو عمیر! وہ نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا؟۔“

(3) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتَامٍ الْكُوفِيُّ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَنَاوَكِيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الصُّبَعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخَالِطُنَا، وَيُصَحِّتُنَا بِسَاطِلِنَا فَصَلَّى عَلَيْنَا، وَكَانَ يَقُولُ لِأَخِي: يَا أَبَا عَمِيرٍ، مَا فَعَلَ النَّغِيرُ؟<sup>23</sup>

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے، ہم میں گھل مل جاتے اور ہم ان کیلئے ایک چٹائی بچھاتے۔ جس پر آپ نماز ادا فرماتے۔ اور میرے بھائی سے فرماتے: ”اے ابو عمیر! وہ نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا؟۔“

(4) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَحْمَدَ الْخُرَاعِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو الْعَدَنِيُّ، نَامِرُوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حَمِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ بُنْيَّ لِأَبِي طَلْحَةَ يَكْتُمِي أَبَا عَمِيرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ إِلَى أُمَّ سَلِيمٍ مَارَحَهُ، فَدَخَلَ فَرَأَهُ حَزِينًا، فَقَالَ: مَا بَالُ أَبِي عَمِيرٍ حَزِينًا؟ فَقَالُوا: مَا ت، يَا رَسُولَ اللَّهِ، نُغِيرُهُ الَّذِي كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا أَبَا عَمِيرٍ، مَا فَعَلَ النَّغِيرُ؟ قَالَ أَنَسٌ: وَمَا مَسَسَتْ شَيْئًا فَطَسَّخَتْهُ، وَلَا خَرِيْرَةَ أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ<sup>24</sup>

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ جس کی کنیت ابو عمیر تھی۔ نبی کریم ﷺ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لاتے تو اس سے خوش طبعی فرماتے۔ ایک بار تشریف لائے تو ابو عمیر کو افسردہ حالت میں دیکھ کر پوچھا: ابو عمیر کیوں پریشان ہے؟ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس کا نغیر مر گیا ہے جس سے وہ کھیلا کرتا تھا، اس وجہ سے یہ پریشان ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے فرمانے لگے: ”اے ابو عمیر! وہ نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا؟۔“ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ریشم یا کپڑے کو نہیں چھوا۔

(5) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُؤَصِّلِيُّ، نَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَمِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي أُمَّ سَلِيمٍ، وَكَانَ إِذَا مَسَى يَمْوَكُّ، فَكَانَ يَتَامُ عَلَى فِرَاشِهَا ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ<sup>25</sup>

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی سفر کی تھکاوٹ محسوس فرماتے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے۔ یہاں بستر پر آرام فرماتے۔ آگے وہی طویل قصہ ذکر کیا ہے۔

<sup>21</sup> نغیر، نغیر کی تصغیر ہے، نغیر ایک سُرخ چوچ والا چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ ہے، ابن اثیر، مجد الدین، النہایہ فی غریب الحدیث والاشراج، 1، ص 84  
Ibn Athīr, Majd al-Dīn. *Al-Nihāyah fī Gharīb al-Ḥadīth wa al-Athar*. Vol. 1 , Pg 84.

<sup>22</sup> ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب المزاج، بیروت: دار احیاء الکتب العربی، حدیث نمبر 3720، ج 2، ص 1226  
Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. *Sunan Ibn Mājah*. Kitāb al-Adab, Bāb al-Mizāḥ, Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Kutub al-‘Arabīyah. Ḥadīth 3720, Vol. 2 , Pg 1226

<sup>23</sup> بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الکنیۃ للصبی وقبل ان یولد لہما، مصر: دار طوق النجا، 1422ھ، حدیث نمبر 6203، ج 8، ص 845  
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. *P. aḥīḥ al-Bukhārī*. Kitāb al-Adab, Bāb al-Kunyah lil-P. abī wa Qabla an Yūlad al-Rajul, Mip.r: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H. , Raqm al-Ḥadīth 6203, Vol. 8 , Pg 45

<sup>24</sup> نسائی، احمد بن شعیب، سنن کبریٰ للنسائی، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، باب التسلیم علی الصبیان ودعاء لهم وممازحتهم، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ، ج 9، ص 132  
Al-Nasā‘ī, Aḥmad ibn Shu‘ayb. *Sunan al-Kubrā lil-Nasā‘ī*. Kitāb ‘Amal al-Yawm wa al-Laylah, Bāb al-Taslīm ‘alā al-P. ibyān wa Du‘ā’ Lahum wa Mamāzahatihim, Bayrūt: Mu‘assasat al-Risālah, 1421H. Vol. 9, Pg 132

<sup>25</sup> ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، کتاب الادب، قولہ باب الکنیۃ، بیروت: دار المعرفۃ، 1، 421ھ، تحت الحدیث 6202، ج 10، ص 583  
Ibn Ḥajar al-‘Asqalānī, Aḥmad ibn ‘Alī. *Fath al-Bārī Sharḥ P. aḥīḥ al-Bukhārī*. Kitāb al-Adab, Qawluhu Bāb al-Kunyah. Bayrūt: Dār al-Ma‘rifah, 1421H. al-Ḥadīth 6202, Vol. 10 , Pg 583.

مؤلف علامہ ابن القاص طبری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکور روایات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ہم نے جو حدیث ابو عمیر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے، اس میں فقہ، سنت اور فنون کی وجوہ اور ساٹھ (سے زائد) طرح کے درج ذیل فوائد و حکمتیں ہیں۔

چلنے میں رفتار کی کیفیت: چلنے والے کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ نہ زیادہ تیز چلے اور نہ ہی سست چلے کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آگے کی جانب جھکے ہوئے ہوتے گویا کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔

دوسروں سے ملاقات کیلئے جانا: دوسروں سے ملاقات کیلئے جانا سنت ہے۔

اجنبیہ عورتوں کو دیکھنے کی رخصت: مردوں کیلئے اجنبی عورتوں (بوڑھی اور جن سے فتنے کا خوف نہ ہو) کو دیکھنے کی رخصت ہے۔<sup>26</sup>

عوام کے پاس حاکم کے جانے کا جواز: اس حدیث میں حاکم کیلئے رعایا سے ملاقات کا جواز۔

بغیر تفریق کے عوام سے میل جول: حاکم جب ملاقات کیلئے کسی کو خاص کرے پھر بعض کو چھوڑ کر بعض سے ملاقات کرے تو یہ میلان نہیں ہوگا۔ بعض اہل علم نے اسے حکمرانوں کے لیے ناپسند جانتے تھے۔

حکمران کی عاجزی: اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اگر یہ ثابت ہو جائے تو اس میں رعایا کے لئے حکمران کی عاجزی کا ایک پہلو ہے۔

حکمرانوں کا دربان رکھنا: اس میں حکمرانوں کے دربان رکھنے کی کراہیت کا ثبوت۔

حاکم کا کیلئے سفر کرنا: اس میں اشارہ ہے کہ حاکم اکیلے بھی (بغیر کسی پر وٹو کول کے) سفر کر سکتا ہے۔

حاکم و امراء کا غیر ضروری پر وٹو کول: حکمرانوں اور امراء کیلئے آگے چابک ہونا ایک ناپسندیدہ معاملہ ہے۔ کیونکہ (ایک صحابی رسول سے) مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں اونٹنی پر دیکھا اس حال میں کہ آپ نے نہ کسی کو مارا نہ کسی کو دکھیلانا ہٹو پجو کا شور تھا۔

حضرت ابو طلحہ کے گھر بکثرت تشریف آوری: حدیث کے یہ الفاظ *نِعْمًا نَا* (وہ ہمارے پاس بکثرت تشریف لاتے) میں اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے یہاں بکثرت تشریف لایا کرتے۔

زیادہ ملاقاتوں کے فائدے: بکثرت ملاقات کرنا محبت کو زیادہ کرتا ہے نہ ہی کم جب کہ یہ ملاقات بغیر کسی حرص و طمع کے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیادہ ملاقاتیں: جہاں تک نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی بات ہے جو انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ”کبھی کبھی ملا کرو محبت زیادہ ہوگی“۔ اہل علم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ان کی بار بار ملاقات میں غرض پوشیدہ ہوتی تھی کیونکہ وہ فقر و فاقہ کا شکار تھے۔ اور نبی ﷺ نے ان کیلئے ایک توشہ دارن تیار کیا تھا۔ لہذا وہ اس میں جب بھی ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے تو وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتے۔ لہذا وہ تو بغیر طمع کے ہی زیارت سے مستفید ہو جاتے تھے۔

مومن و منافق میں فرق: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا: *يُنْجَلِطْنَا* (وہ ہم میں گھل مل جایا کرتے) محبت و الفت پر دلالت کرتا ہے نہ کہ نفرت پر اور یہ (گھل، مل جانا) مومن کی صفت ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ ”مومن محبت کرنے والا جبکہ منافق نفرت کرنے والا ہوتا ہے۔“

مسلمانوں سے میل جول کے فوائد و نقصانات: حدیث میں جو بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں سے ایسے دور بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ یہ اس صورت میں ہے جب ان کی ملاقات سے نقصان کا اندیشہ ہے ورنہ جس ملاقات میں مسلمانوں کیلئے فائدہ تو اس میں مخالفت (گھل مل جانا) زیادہ بہتر ہے۔

<sup>26</sup> ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، "اس میں اجنبی عورت کو دیکھنے کا جواز ہے اس صورت میں جب عورت جو انہوں نے اور فتنے کا خوف نہ ہو،" فتح الباری، ج 10 ص 600  
Ibn Hajar al-'Asqalānī, Aḥmad ibn 'Alī. "fihā Ijnābī Mar'ah ku Dīdah kā Jawāz hai fi hādihā al-P.ūrah idhā Mar'ah Jawān lā takūn wa Fitnah kā Khawf lā yakūn." *Fath al-Bārī Sharḥ P.aḥīh al-Bukhārī*, Vol. 10 , Pg 600

نوجوان اور بوڑھی خواتین کے مابین معاشرت میں فرق: اس میں نوجوان اور بوڑھی عورتوں کے درمیان معاشرتی فرق کی نشاندہی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے اس شخص کے سامنے عذر پیش فرمایا جس نے آپ کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھڑے دیکھا۔ جبکہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جانے پر کسی قسم کی عذر پیش نہیں فرمایا (کیونکہ وہ بوڑھی تھیں) بلکہ ان کے یہاں بکثرت تشریف لے جاتے تھے۔

رسول کریم ﷺ کی مبارک ہتھیلیاں: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا: وَمَا مَسَّنَتْ شَيْئًا فَطُحَّ حَزَّةً، وَلَا حَرِيرَةً أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ (یعنی میں نے کبھی کسی ریشم یا ریشمی کپڑے کو نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو): اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ان سے مصافحہ فرمایا۔ جب مصافحہ فرمانابا بت ہو گیا تو ملاقات کیلئے جانے والے کا سلام کرنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گیا۔ مصافحہ سنت: اس میں حضور ﷺ کے مصافحہ فرمانے کی طرف اشارہ ہے۔

اجنبیہ عورتوں سے مصافحہ: اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مصافحہ صرف مرد کرے عورت نہ کرے۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا: فَمَا مَسَّنَا هُمْ نَعْمًا (جب بھی چھوا) بلکہ فرمایا: نَامَسَّنَتْ فِيهَا (نامسنت میں نے جب بھی چھوا) اور اسی طرح حضور ﷺ کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ سلام اور بیعت کرنے میں عورتوں کے بجائے مردوں سے مصافحہ فرماتے۔

مبارک ہتھیلیوں کی لطافت: اس میں حضور کی مبارک ہتھیلیوں کی نرمی کے ذکر میں اس بات کا ثبوت ہے کہ نمازی کو جان بوجھ کر سجدہ میں ہاتھوں پر زیادہ انحصار (تختی) نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ بعض علماء نے اس کو اختیار کیا ہے۔ جب انہوں نے حضور ﷺ کے اوصاف میں یہ بات پائی کہ آپ کے مبارک ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے، تو یہ کہا کہ: سجدے میں دونوں ہاتھوں پر انحصار (دباؤ ڈالنا) چاہئے تاکہ پیشانی کے بجائے ہاتھ متاثر ہوں۔ (یعنی پیشانی کے بجائے ہاتھوں پر دباؤ پڑے)

میزبان کے گھر نماز پڑھنا: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر ملاقات کیلئے جانے والے کو اس گھر میں نماز پڑھنے کا اختیار ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ام سلیم کے گھر نماز ادا فرمائی۔

چٹائی وغیرہ پر نماز: بعض اہل علم کے قول کے مطابق اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے، فرش زمین، کھجور کے پتوں یا چٹائی پر نماز پڑھنا سنت ہے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ وہ چٹائی پرانی اور بوسیدہ تھی۔ یہ اس لئے کہ بعض لوگ چٹائی پر نماز پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل لیتے تھے کہ: وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا: ”اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے۔“<sup>27</sup>

ترک تکلف سنت نبوی: حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کا اس چٹائی پر پانی کا چھڑکاؤ کرنا اور آپ کا اس پر نماز پڑھنا بجا ہوا اس کے آپ ﷺ جانتے تھے کہ گھر میں ایک چھوٹا بچہ ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ تکلف کو ترک کرنا سنت ہے۔

تمام اشیاء میں اصل طہارت: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ تمام اشیاء پاک ہوتی ہیں جب تک نجاست کا یقینی طور پر معلوم نہ ہو جائے۔

نماز ادا کرنے میں کیفیت: اور رسول اللہ ﷺ کے لیے فرش پر پانی کا چھڑکاؤ کرنے میں اس بات کا ثبوت ہے کہ نمازی کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ نماز کیلئے سب سے پُر سکون۔ آسان اور کشادہ حالت میں اور جیسے ممکن ہو کھڑا ہو۔ نہ کہ انتہائی سخت اور شدت والی حالت میں تاکہ ایسا نہ ہو کہ مشقت اس کو نماز کے آداب اور خشوع سے دور کر دے، جیسا کہ بھوکے کو نماز سے پہلے کھانا کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ برخلاف اس موقف کے جو بعض مجتہدین نے اختیار کیا، اور انہوں نے گمان کیا کہ انتہائی مشکل کیفیت میں نماز کیلئے کھڑے ہو جانا چاہئے۔ جیسا کہ بعض حضرات سے مروی ہے کہ وہ رات کو نماز کیلئے ٹاٹ کا لباس زیب تن کرتے اور پاؤں کو باندھ دیتے تھے۔

آپ ﷺ کے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر نماز پڑھنے کی وجہ: آپ ﷺ کا (اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا) کے گھر نماز ادا فرمانا اس لئے ہے تاکہ وہ نماز سیکھ سکیں۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عالم علم سیکھانے کیلئے کسی کے گھر بھی جاسکتا ہے مگر اس صورت میں جب علم کی بے توقیری کا اندیشہ نہ ہو۔ کیونکہ مروی ہے کہ اَنَّ الْعِلْمَ يُوْتَىٰ وَلَا يَأْتِي ”علم کے پاس جایا جاتا ہے علم کو لایا نہیں جاتا“۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب علم کی بے توقیری ہو یا متعلم کی طرف سے عالم پر تکبر یا فخر ہو۔

خاندان ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت: اس میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں نماز ادا فرمائی۔

گھر میں سمت قبلہ کا تعین: اور ابو طلحہ کے گھر والوں کا رسول اللہ ﷺ کی نماز کیلئے اپنے گھر میں صحیح قبلہ رخ کا تعین رسول اللہ کی طرف سے بذریعہ نص کے ہے نہ کہ دلائل و علامات سے۔

رسول اللہ ﷺ کا مزاج: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمانا: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ مَازَحَهُ ”جب بھی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو ان کے ساتھ خوش طبعی فرماتے) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ کثرت سے خوش طبعی فرماتے، اگر ایسا تھا تو اس سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں:

بچوں سے مزاج کا جواز: ایک یہ کہ بچوں کے ساتھ مذاح اور خوش طبعی کرنا جائز ہے۔

مزاج کبھی کبھار ہو: دوسرا: یہ مباح ہونا بطور سنت کے ہے نہ کہ اباحت رخصت۔ کیونکہ اگر یہ اباحت رخصت ہوتی تو زیادہ مناسب تھا کہ کثرت سے نہ کریں۔ جیسا کہ نمازی کا دوران نماز کنکریوں کو ہاتھ سے پلٹنے کے بارے میں فرمایا: اگر ضروری ہو تو ایک ہی بار ایسا کرے۔ کیونکہ یہ رخصت ہے، سنت نہیں۔ مزاج ترک تکبر کی دلیل: آپ ﷺ کا مزاج فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے مزاج میں تکبر و برتری بالکل نہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمہ: اس میں رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ حسن اخلاق کی طرف اشارہ ہے۔

گھر و باہر مومن کی کیفیت کیسی ہونی چاہئے: اس میں دلیل ہے کہ مومن کے لیے جائز ہے کہ گھر میں اس کی حالت و مزاج باہر کی نسبت ذرا مختلف ہو، یعنی وہ جب گھر میں ہو تو زیادہ مذاح کرے لیکن جب باہر نکلے تو باقار طریقے سے رہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ: زید بن ثابت اپنے اہل خانہ میں ہونے کے باوجود لوگوں کو بھی دستیاب ہوتے۔

منافق کے نفاق کی وجوہات: جب ایسا ہو جیسا ہم نے بیان کیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ منافق کی عادات کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی خلوت اس کی جلوت سے مختلف ہوتی ہے تو یہ عمومی طور پر نہیں۔ بلکہ اس کی بنیاد ریاء اور نفاق پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّمَا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤُونَ<sup>28</sup>۔ اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلیے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔“

چہروں کے تاثرات پڑھنے کی دلیل: راوی کا کہنا: فَرَأَاهُ خَرِبْنَا آفَاطًا خَرِبْنَا آفَاطًا خَرِبْنَا آفَاطًا نے ابو عمیر کو اُداس دیکھا: میں چہروں کے تاثرات پڑھنے (Face Reading) کی صلاحیت پر دلیل ہے۔ اور بعض اہل فراست نے اسی بات کو دلیل بنا کر اس موضوع پر طویل گفتگو فرمائی ہے۔ جس کو میں یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ یہ اس قسم کی گفتگو کا محل نہیں ہے۔

اہل خانہ کے حالات سے واقفیت: اس میں اہل خانہ کے حال کا اندازہ لگانے کی دلیل ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ابو عمیر کے چہرے کے ظاہری ملال سے دل میں چھپے ملال کا اندازہ لگایا۔ یہاں تک کے ان سے اس کے متعلق پوچھ بھی لیا۔

مسلمانوں کی خبر گیری: آپ ﷺ کا یہ فرمانا: مَا بَالَ ابِي عُمَيْرٍ (ابو عمیر کو کیا ہوا؟) میں مسلمان بھائی کو دیکھ کر اس کا حال احوال پوچھنے کی دلیل ہے۔ (یعنی مسلمان بھائی سے مل کر اس کا حال پوچھنا سنت نبوی ہے۔)

سوال کرنے کے انداز: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ بعض اہل علم نے کہا کہ حسن ادب میں سے ہے کہ دو سوالوں کے مابین الفاظ میں فرق کیا جائے۔ لہذا جب اپنے مخاطب بھائی کا حال پوچھو تو اس وقت کہو: ہاں لکھ تمہارا کیا حال ہے؟ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: يَا أَبَا قَتَادَةَ؟ اے ابو قتادہ تجھے کیا ہوا ہے؟۔ جب کسی اور کے بارے میں دریافت کرو تو یوں کہو: مَا بَالَ أَبِي فُلَانٍ؟ فلاں کو کیا ہوا؟۔ جیسا کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا بَالَ ابِي عُمَيْرٍ۔ ابو عمیر کو کیا ہوا ہے؟۔

خبر واحد کا ثبوت: آپ ﷺ کا اہل خانہ سے ابو عمیر کے متعلق سوال کرنے میں ایک شخص کے جواب دینے میں خبر واحد کے اثبات کی دلیل ہے۔ بغیر اولاد کے کنیت رکھنا: اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسے شخص کا کنیت رکھنا بھی درست ہے جو صاحب اولاد نہ ہو۔ البتہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بغیر اولاد کے کنیت رکھنے کو اس وقت تک ناپسند کرتے رہے جب تک کہ انہیں نبی کریم ﷺ کے متعلق بتایا نہیں گیا۔

بچوں کو کھیلنے کی اجازت: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کا کہنا: مَا تَنْعِرُهُ الذِّي يَلْعَبُ بِهِ (اس کا نغیر مر گیا جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا): کسی ناپسندیدہ چیز کے متعلق آپ ﷺ کے سماعت فرمانے کے بعد اس کے متعلق سکوت فرمانا۔ اس میں بچوں کو کھیلنے کی اجازت پر دلیل ہے۔

بچوں کو اکیلا چھوڑ دینا: اس میں دلیل ہے کہ والدین اپنے بچوں کو کھیلنے کیلئے اکیلا چھوڑ سکتے ہیں۔ جب کہ وہ کھیل برائے ہو۔ البتہ بعض صالحین بچوں کو اکیلا چھوڑنے کو ناپسند کرتے تھے۔

بچوں کیلئے سامان تفریح خریدنا: اس میں دلیل ہے کہ بچوں کے کھلونوں پر پیسے خرچ کرنا، مال کو باطل طریقے سے خرچ کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ جبکہ وہ سامان ممنوعہ تفریح کیلئے نہ ہو۔

پرندوں کو قید کرنا: اس میں پرندوں کو پنجرے میں رکھنے کا ثبوت ہے۔

پرندوں کے پر کاٹنا: اس میں پرندے کو اڑنے سے روکنے کیلئے اس کے پروں کو کاٹنے کا ثبوت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بغیر جس کے ساتھ ابو عمیر کھیلا کرتے تھے وہ پنجرے یا اس جیسی کسی چیز میں تھا۔ اسی طرح پرندوں کے پاؤں کو باندھنا۔ یا پروں کو ہلکا سا کاٹ دینا۔ ان دونوں میں سے جو بھی صورت پائی جائے بحر حال اس پر نص موجود ہے۔ باقی صورتوں کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ البتہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان پرندوں کے پر کاٹنے اور انہیں پنجرے میں رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

حدود حرم میں اور باہر شکار کے مسائل: اس قصہ اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص حدود حرم سے باہر شکار کر کے حرم میں داخل ہو جائے تو اسے شکار کو باہر چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ کی دو گھاٹیوں کے درمیان شکار سے منع فرمایا ہے۔ اور ابو عمیر کو مدینہ میں پرندے کو روکنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ابن الزبیر حرم میں شکار روکنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص شکار کرے پھر احرام کے دوران شکار اس کے پاس ہو تو اس پر اسے چھوڑ دینا لازم ہے۔ اسی طرح جب کوئی حدود حرم سے باہر شکار کر کے حرم میں داخل ہو جائے تو اس کیلئے بھی شکار کو باہر چھوڑنا لازم۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے مذکورہ دونوں مسئلوں میں فرق کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شکار کرے پھر احرام باندھے در حال کہ شکار اس کے پاس ہو تو اسے چھوڑ دینا لازم ہے۔ لیکن جب کوئی حدود حرم سے باہر شکار کر کے حرم میں شکار لے کر داخل ہو گیا تو اس پر چھوڑ دینا لازم نہیں ہے۔

ناموں کی تصغیر کا جواز: [ما فَعَلَ النَّعِيرَ] (چڑیانے کیا کیا؟) میں ناموں کی تصغیر کا جواز ہے۔ جیسا کہ نَعِير کی تصغیر نَعِيرَةٌ کی۔ حضور ﷺ کے فرمان کا یہی معنی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی کنیت ابو عمیر رکھی گئی ہے۔

مزاح کے وقت بچوں کا رونا: رسول کریم ﷺ نے جب ابو عمیر سے خوش طبعی فرمائی تو وہ رونا شروع ہو گئے۔ میں اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث ہے کہ: ”جب کوئی یتیم روتا ہے تو عرش الہی ابل جاتا ہے“۔ میں ہر طرح کا رونا مراد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ عموماً دو وجہ سے روتا ہے:

(۱) مزاح اور لاڈ پیار کرتے وقت رونا

(۲) غم، خوف، ظلم یا جس چیز کی بچے کو ضرورت ہو وہ نہ دی جائے تب بھی بچہ روتا ہے۔ لہذا آپ کسی یتیم بچے سے مزاح کریں یا لاڈ پیار دکھائیں اور وہ رونا شروع کر دے۔ تو اس رونے کی وجہ سے عرش الہی نہیں ہلے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حکیم و داناشخص کی خصوصیت: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حکیم و داناشخص کسی غیر عاقل کے سامنے گفتگو نہیں کرتا۔ جبکہ بعض کے نزدیک حکیم کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی بات کسی غیر مناسب جگہ نہیں کرتا۔ اور اس حدیث میں اس بات کا ثبوت موجود ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مزاح کے وقت چھوٹے بچے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النَّعِيرَ“ اور اسی طرح آپ نے جاننے کے باوجود براہ راست اس بچے سے سوال نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا: مَا بَالُ أَبِي عُمَيْرٍ۔ ابو عمیر کو کیا ہوا ہے؟۔

لوگوں کی عقل و سمجھ کے مطابق گفتگو: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عقل مند شخص کو چاہئے کہ لوگوں سے ان کی عقل و سمجھ کے مطابق ان سے معاشرت اختیار کرے نہ کہ اپنی عقل و سمجھ کے مطابق لوگوں سے میل برتاؤ کرے۔

دن کے وقت آرام: رسول اللہ ﷺ کا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں آرام فرمانا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ (تعدد اذواج کے وقت) باری کی تقسیم رات کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ مرد دن کے وقت کسی عورت کے ہاں آرام کرے جس دن اس کی باری نہ ہو۔

قبولہ کی سنت: اس میں قبولہ (دوپہر کے وقت کچھ دیر آرام کرنا) کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔

حکمرانوں کا عوام کے پاس جا کر آرام کرنا: اس میں ان لوگوں کے موقف کے خلاف دلیل ہے کہ جنہوں نے کہا کہ حکام و امراء کا رعایا کے پاس جا کر سونا اور اس قسم کے اعمال ناپسندیدہ ہیں کیونکہ ان سے حکام کی مروت ختم ہو جاتی ہے۔

نامحرم عورت کی جگہ پر بیٹھنا: حضور ﷺ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بستر پر آرام فرمانا: اس میں ان لوگوں کے موقف کے برعکس دلیل ہے جو اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ مرد نامحرم عورت کی جگہ پر بیٹھے یا اس کا کپڑا استعمال کرے اگرچہ وہ مردوں کے قدم و قامت کے مطابق ہو۔

شوہر کی عدم موجودگی غیر محرم عورت کے گھر جانا: اس میں اس بات کا جواز بھی ملتا ہے کہ کوئی شخص شوہر کی عدم موجودگی میں کسی عورت کے گھر میں داخل ہو جائے اگرچہ وہ عورت اس کے محارم (قریبی رشتہ دار) میں سے نہ ہو۔

مہمان کا اعزاز و اکرام: نبی کریم ﷺ کیلئے فرش پر پانی چھڑکنا اور آپ ﷺ کا ان کے بستر پر آرام فرمانا۔ مہمان کے اعزاز و اکرام کی دلیل ہے۔

کچھ دیر خوش طبعی کرنا خلاف سنت نہیں: اس حدیث ابو عمیر سے معلوم ہوا کہ ہلکی پھلکی خوش طبعی کرنا، لطف لینا۔ سنت کے خلاف نہیں۔ جہاں تک اس حدیث کی بات ہے کہ میں کیسے خوش ہوں جب کہ صور پھونکنے والے فرشتے نے صور منہ میں لیا ہوا ہے۔ یہاں عموم مراد نہیں ہے بلکہ اس سے وہ صورت خارج ہے جس میں ہلکی پھلکی خوش طبعی ہو۔

مہمان کو دروازے تک رخصت کرنا ضروری نہیں: اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ میزبان پر لازم نہیں ہے کہ وہ مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مہمان کو دروازے تک الوداع کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس روایت میں اہل خانہ کے آپ کو دروازے تک رخصت کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام کی حاضری کے انداز: اہل علم کے مابین اس حدیث کی تشریح کے متعلق اختلاف ہے جو حضرت ہند بن ابی ہالد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف کے متعلق ذکر کی کہ صحابہ کرام جب آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تو کچھ چکھے بغیر واپس نہیں لوٹتے تھے۔ بعض نے کہا اس چکھنے سے مراد کھانا ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد علم کا چکھنا ہے۔ لہذا اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے تھے کہ چکھنے سے مراد علم کا ذائقہ ہے۔ کیونکہ اس میں کھانے کا ذائقہ چکھنے کا ذکر نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا لوگوں میں گل مل جانا: رسول اللہ ﷺ کے اوصاف میں سے تھا کہ جب آپ کسی مجلس میں تشریف لاتے تو ان میں گل مل جاتے یہاں تک کہ ہر کوئی آپ سے برکت حاصل کرتا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مصافحہ فرمایا۔ چھوٹے بیٹے ابو عمیر سے مزاح فرمایا، ام سلیم کے بستر پر آرام فرمایا۔ یعنی سب اہل خانہ نے آپ سے برکتیں حاصل کیں۔

طریق حدیث کا تحفظ: چونکہ علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے، اس لئے طرق علم کا تحفظ کم از کم نفل کے درجے میں ہونا چاہئے۔ اس واقعہ میں بعض لوگوں نے خبر واحد کا انکار کیا۔ اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے دو گواہوں پر قیاس کرتے ہوئے دو لوگوں کی خبر کو جائز قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں نے تین کی خبر کو جائز قرار دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی کہ لَوْ لَا نَقَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لَّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ<sup>29</sup>

”تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں“

بعض نے چار کی خبر کو جائز قرار دیا سب سے اعلیٰ و بڑی شہادت پر قیاس کرتے ہوئے۔ بعض نے کہا: اعتبار خبر کے شائع اور قابل استفادہ ہونے کا ہے۔ پس اخبار کے طرق کے تحفظ میں وہ عدد جس سے خبر واحد و حد واحد سے نکل کر دو، تین اور چار کی خبر تک پہنچ جائے تاکہ وہ خبر شائع اور قابل استفادہ بن جائے۔ طعن کی صورت میں طرق حدیث سے استدلال: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں، بعض طرق پر طعن کیا گیا ہو تو راوی کسی دوسرے طریق سے دلیل پکڑ سکتا ہے۔ اور جب تک اسے کوئی دوسرا طریق نہ مل جائے تو اسے چھوڑنا لازم نہیں۔

محدثین کی روایت حدیث میں احتیاط: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین ناقلین، راویوں اور ان کی کثرت علم و روایت کو جاننے سے بے نیاز نہیں ہوتے۔ اور اس میں حدیث کے طرق، راویوں کی معرفت، تعداد اور کثرت روایت میں ان کے مراتب کا تحفظ ہے۔

طریق حدیث کی تحقیق: اس سے معلوم ہوا کہ محدثین جب حدیث کے طرق کی تفتیش کرتے ہیں تو اس سے انہیں غلطی کرنے والے کی غلطی، جھوٹے کا جھوٹ اور مدلس کی الگ کر دیتے ہیں۔

متعدد طرق حدیث کی تحقیق نہ کرنے والوں کیلئے احتیاط: اگر کوئی شخص متعدد طرق حدیث کی تحقیق نہ کرے بلکہ ایک ہی طریق پر اتکا کرے تو اس پر لازم ہے کہ کم از کم اتنا کہہ دے کہ شاید اس طرق سے حدیث روایت کی گئی ہو اور میں نے تحقیق نہیں کی۔ ائمہ حدیث نے اس کو ترجیح دی ہو۔ علامہ ابن القاص طبری فرماتے ہیں: یہ فقہ، سنت اور فنون کے مکمل ساٹھ (بلکہ چھیاسٹھ) وجوہ فوائد و حکمتیں ہیں۔

”حدیث ابو عمیر“ سے ماخوذ بارہ مزید فوائد و مسائل (فتح الباری کی روشنی میں):

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے درج ذیل مزید فوائد ذکر کئے ہیں۔  
(1) فرش، چٹائی وغیرہ پر ایسا پانی چھڑکنا جس کے پاک ہونے کا یقین نہ ہو۔

- (۲) اسماء (ناموں سے) سے ان کے معانی کا قصد نہیں کیا جاتا۔
- (۳) مطلقاً کسی کا نام رکھ دینا جھوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے کا والد نہیں تھا مگر اسے ابو عمیر سے پکارا گیا۔
- (۴) کلام کو مستحب و مقفح بنانے کا جواز ہے جب کہ اس سے تکلف نہ ہو۔
- (۵) نبی سے سب مقفح کلام کا صدور منع نہیں ہے۔ جس طرح کہ شعری و شاعری کا صدور ان سے ممنوع ہے۔
- (۶) مہمان کیلئے کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنے کا جواز ہے۔
- (۷) روایت بالمعنی کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ قصہ ایک ہی مگر مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔
- (۸) اس میں حدیث کے بعض حصے کو ذکر کرنے، کبھی اس کو طویل کرنے اور کبھی اس کا خلاصہ بیان کرنے کا جواز ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ تمام طریقے حضرت انس سے مروی ہوں یا ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے بعد کسی راوی سے مروی ہو۔ اور اکثر ان کے بعد کے افراد سے مروی ہوا۔ اس سے خارج کا اتحاد و اختلاف کا ظہور ہوتا ہے۔
- (۹) چھوٹے بچے کے سر پر دست شفقت پھیرنے کا ثبوت ہے۔
- (۱۰) کسی شخص کو اس کے نام کی تصغیر کے ساتھ بلانے کا جواز ہے جب کہ اسے تکلیف نہ ہو۔
- (۱۱) اس شخص کے سوال کرنے کا جواز ہے جس کو پہلے سے علم ہو۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ما فعل النعیر۔ جب کہ آپ کو علم تھا کہ وہ مر گیا ہے۔
- (۱۲) اس میں اپنے خاد میں کے رشتہ داروں کا اکرام اور ان سے اظہار محبت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ وہ تمام چیزیں جو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے لئے تیار کر کے بھیجتی تھیں وہ آپ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذریعے بھی بھیجتی تھیں۔
- حدیث ابو عمیر سے ماخوذ پانچ مزید فوائد و مسائل (مرآة المناجیح کی روشنی میں)
- حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے درج ذیل فوائد نکالے ہیں:
- (۱) چڑیا پالنا سے پنجرے میں رکھنا اس سے بچوں کا کھیلنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے دانہ پانی آرام کا خیال رکھے۔
- (۲) حرم مدینہ میں شکار کرنا درست ہے ورنہ چڑیا کا پنجرہ میں رکھنا بھی حرام ہوتا جیسا کہ حرم مکہ کا حال ہے کہ وہاں نہ تو شکار کرنا درست ہے نہ شکار کو پنجرے وغیرہ میں رکھنا درست۔
- (۳) معلوم بات کا پوچھنا کسی اچھے مقصد کیلئے درست ہے۔ حضور کو خبر تھی کہ چڑیا مر گئی پھر بھی پوچھا کہ چڑیا کیا ہوئی۔
- (۴) بچوں سے خوش طبعی کرنا ان کا دل بہلانے کے لیے جائز ہے۔
- (۵) ہم وزن نام بولنا درست ہے جیسے حضور انور نے فرمایا ابو عمیر، نعیر۔ خیال رہے کہ کبوتر پالنا درست ہے کبوتر بازی حرام ہے۔<sup>30</sup>

## نتائج (Findings)

1. تعلیم و تربیت کا ذریعہ: حدیث ابو عمیر اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے ایک بنیادی ذریعہ ہے۔ اس حدیث میں بچوں کے ساتھ حسن سلوک، محبت اور شفقت کا عملی نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

<sup>30</sup> القرآن الکریم، سورة التوبة، الآية 122  
Al-Qur'an al-Karim, Surat al-Tawbah, al-ayah 122.

2. اخلاقی اور سماجی رہنمائی: اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بچوں کے ساتھ مزاح اور خوش طبعی کرنا جائز ہے۔ یہ حدیث والدین اور اساتذہ کے لیے بچوں کے ساتھ اخلاقی اور سماجی روابط کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔
3. فقہی فوائد: حدیث میں بہت سے فقہی مسائل کا تذکرہ ہے جیسے کہ بچوں کے لیے کنیت رکھنا، پرندوں کو قید کرنا اور ان کے ساتھ کھیلنا، اور مزاح کے جواز کا بیان۔
4. اخلاق نبوی کا اظہار: نبی کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ کا اظہار اس حدیث میں واضح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں کے ساتھ خوش طبعی اور شفقت کا مظاہرہ کیا، جو کہ ایک مسلمان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔
5. تعلیمی نفسیات: اس حدیث سے بچوں کی تعلیمی نفسیات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ بچے کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آنا اس کی تعلیمی اور اخلاقی ترقی کے لیے مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

#### سفارشات (Recommendations)

1. اسلامی تعلیمی اداروں میں نفاذ: اسلامی تعلیمی اداروں میں حدیث ابو عمیر کی تعلیم کو نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ طلباء کو نبی کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ اور تربیتی اصولوں سے آگاہی حاصل ہو۔
2. اساتذہ کی تربیت: اساتذہ کے لیے تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے جہاں انہیں بچوں کے ساتھ شفقت اور مزاح کے اصول سکھائے جائیں جو کہ حدیث ابو عمیر سے ماخوذ ہیں۔
3. والدین کی رہنمائی: والدین کے لیے بھی اس حدیث کی روشنی میں تربیتی نشستیں منعقد کی جائیں تاکہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آئیں اور ان کی صحیح تربیت کر سکیں۔
4. تعلیمی نفسیات میں تحقیق: تعلیمی نفسیات کے ماہرین کو چاہیے کہ وہ حدیث ابو عمیر کی روشنی میں بچوں کی تعلیمی اور اخلاقی ترقی پر تحقیق کریں اور اس کے نتائج کو عملی طور پر نافذ کریں۔
5. معاشرتی اصلاح: معاشرتی اصلاح کے لیے اس حدیث کو عام کیا جائے تاکہ معاشرہ نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق بچوں کے ساتھ حسن سلوک کرے اور انہیں ایک بہترین معاشرتی ماحول فراہم کرے۔
6. فقہی مسائل کا مزید مطالعہ: فقہاء کو چاہیے کہ وہ اس حدیث کے تمام ممکنہ فقہی مسائل پر مزید تحقیق کریں اور انہیں فقہی کتب میں شامل کریں تاکہ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ رہنمائی حاصل کی جاسکے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International \(CC BY-NC-SA 4.0\)](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-sa/4.0/)